بسم اللہ الرحمن الرحیم

قربانی کا پس منظر

شکوک وشبہات

اور

احکامات

جمع وترتیب

(مولانا) محمد جاوید القاسمی محمد آبادی

مہتمم

المعهد الاسلامی مدینة العلوم الخیریه

ٹیمپو اسٹینڈ، ہری دوار روڈ، محلہ رمپورہ، نجیب آباد، ضلع بجنور (یوپی)

Deoband Defender

Presentative By Tahaffuz-E-Sunnat Moradabad

Shoaib Ikram Hayati Hanfi,Moradabadi

عرض مرتب

قربانی کے موضوع پر یوں تو بہت سی کتابیں ہیں۔ جو اچھی بھی ہیں اور مفید بھی نیز جن کے مصنفین قابل اعتماد اور با صلاحیت علماء ہیں۔ احقر کی نہ تو اتنی صلاحیت اور نہ یہ مقام کی وہ اس موضوع پر با قاعدہ کوئی کتاب لکھے۔ اس کے باوجود احقر نے یہ سوچتے ہوئے کہ عوام الناس کے لئے کوئی مختصر عام فہم مدلل کتابچہ یا رسالہ ایسا لکھ دیا جائے جس کو ہر فرد آسانی کے ساتھ پڑھ سکے۔ بس یہ سوچ کر احقر نے اس وادی میں قدم رکھا اور اللہ پر اعتماد رکھتے ہوئے موضوع سے متعلق جو خاکہ ذہن میں تھا اس کا مواد تلاش کرنا شروع کیا۔ بڑی بڑی کتابیں موضوع سے متعلق دیکھنی شروع کی کہیں مواد ملا، کہیں نہیں۔ جس کی بناء پر کبھی قلم اٹھایا اور کبھی رکھ دیا۔ کبھی امید کی کرن نظر آتی تو کبھی مایوسی۔ کبھی ہمت بڑھ جاتی اور کبھی ہمت ٹوٹ جاتی۔ کبھی وقت کی قلت اور کبھی ماحول ناساز گار مگر جو کام اللہ کے نام پر شروع کیا تھا وہ دھیرے دھیرے آگے بڑھتا رہا۔ حتیٰ کہ وہ پایہ تکمیل تک پہنچ گیا۔ اس کتابچہ کی تیاری میں میں نے سب سے زیادہ استفادہ قرآن کریم اور احادیث کی صحاح ستہ پر کیا ہے۔ پھر فتاوٰی میں حضرت مفتی محمد سلمان صاحب منصوری پوری کا کتاب النوازل اس کے بعد آپ کے مسائل اور ان کا حل، حجۃ اللہ البالغہ، رحمۃ اللہ الواسعہ، احکام اسلام عقل کی نظر میں، احکام شریعت، مشکوٰۃ، معارف القرآن، قدوری، نور الایضاح، ہدایہ ان کتابوں سے مجھے بہت تقویت اور مدد ملی۔ اللہ رب العزت ان کتابوں کے مصنفین کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور جو حیات ہیں ان کے علم اور عمر میں برکت عطا فرمائے۔ کیونکہ میں با قاعدہ کوئی مصنف نہیں ہوں۔ اس لئے انداز تعبیر میں لغزش ہو سکتی ہے۔ تحریر میں کوتاہی ہو سکتی۔ اگر کسی صاحب کو کوئی غلطی نظر آئے تو احقر کو مطلع فرمائیں۔ تا کہ اس کا ازالہ کیا جا سکے۔

والسلام

محمد جاوید القاسمی محمد آبادی

دعائیہ کلمات

از حضرت مولانا محمد اسلم صاحب قاسمی صدر جمعیۃ علماء، شہر نجیب آباد

مولانا محمد جاوید القاسمی کا تحریر کردہ کتابچہ ''قربانی کا پس منظر شکوک وشبہات اور احکامات'' دیکھ کر دل باغ۔ باغ ہوگیا۔ کتابچہ کے نام میں جتنے عنوانات ہیں۔ تمام عناوین پر موصوف نے تسلی بخش روشنی ڈالی ہے۔ نوجوان علماء اس طرح تحریری کام کرتے ہیں۔ تو بہت خوشی ہوتی ہے۔

رب کریم مزید ترقی دے اور اس کتابچہ کو علماء، ائمہ اور عوام سب کے لئے نافع بنائے۔ آمین

(مولانا) محمد اسلم قاسمی

ناظم مدرسہ انوار العلوم

محلہ پٹھانپورہ، نجیب آباد

از حضرت مولانا شوکت علی صاحب المظاہری

خلیفہ علامہ قمر الزماں صاحب الہ آبادی

''قربانی کا پس منظر شکوک وشبہات اور احکامات'' کا مسودہ کے بارے میں علم ہوا جو کہ ضلع بجنور کے مشہور و معروف نوجوان عالم دین مولانا محمد جاوید القاسمی کا تحریر کردہ ہے ان کی علمی صلاحیت اور قابلیت کو دیکھتے ہوئے یہ بات یقین سے کہی جا سکتی ہے کہ موصوف نے اس کو بہتر سے بہتر انداز میں لکھا ہے۔ چونکہ وہ عموماً تحریری کام کرتے رہتے ہیں۔ اور ان کی تحریریں بڑی صاف ستھری اور مدلل ہوتی ہیں۔ اس لئے یقین ہے کہ یہ کتابچہ بھی اپنے موضوع پر مفید ثابت ہوگا۔

(مولانا) شوکت علی المظاہری

ناظم مدرسہ جامع العلوم، افضل گڑھ

از جناب قاری رئیس احمد صاحب
ناظم مدرسہ انصار العلوم، موضع محمد آباد، ضلع بجنور (یو پی)

برادر خورد! جناب مولانا محمد جاوید القاسمی محمد آبادی کا تحریر کردہ کتابچہ بنام ''قربانی کا پس منظر شکوک وشبہات اور احکامات'' کا مسودہ دیکھ کر دل بہت خوش ہوا تقریر کے ساتھ اللہ نے ان کو تحریر کی بھی بڑی صلاحیت سے نوازا ہے۔ بڑے بھائی کے ناطے اس دینی خدمت پر دلی اور قلبی مسرت ہونا فطری بات ہے۔ مگر زیادہ خوشی اس بات کی ہے کہ موصوف نے کتاب کے نام سے ملتا ہوا جو بھی موضوع کتاب کے اندر چھیڑا ہے اس کا حق ادا کر دیا۔ اور بہت مفید بحثیں اس مختصر سے کتابچہ میں لاکر ہمارے لئے تسلی کا سامان فراہم کر دیا ہے۔
دعا ہے کہ پروردگار عالم اس کو پوری امت کے لئے مفید بنائے۔ آمین۔

(قاری) رئیس احمد محمد آبادی

از جناب مولانا عزیز الرحمٰن صاحب امام وخطیب مسجد مقبرہ بازار والی، شہر مراد آباد

عزیزم مولانا محمد جاوید القاسمی سلمہ' کا لکھا ہوا قربانی سے متعلق کتابچہ بنام ''قربانی کا پس منظر شکوک وشبہات اور احکامات'' کا مسودہ دیکھا جو اپنے موضوع پر بہت مفید اور نفع بخش ہے لکھنے کا انداز بھی نرالا ہے اور اس مختصر سے رسالے نے بہت سے خلجان، شکوک وشبہات اور لادین طبقہ کی جانب سے پھیلائے جانے والے اعتراضات کا مدلل جواب، ہم جیسوں کے لئے فراہم کر دیا ہے۔ رب کریم سے دعا ہے کہ موصوف کے علم وعمل میں برکت عطا فرمائے۔ اور اس رسالہ کو سب کے لئے نفع بخش بنائے۔ آمین

(مولانا) عزیز الرحمٰن، محمد آبادی

قربانی کا پس منظر

اللہ کے نبی جناب محمد رسول اللہ ﷺ سے آپ کے صحابہ نے دریافت کیا۔ یارسول اللہ۔ (مَاهٰذه الْاَ ضَاحِیْ) اے اللہ کے رسول یہ قربانی کیا ہے۔ اور اس کی حقیقت کیا ہے نیز یہ کس کا طریقہ ہے۔ اللہ کے نبی نے اُن کے جواب میں ارشاد فرمایا (سنة ابیکم ابراهیم) تمہارے جدامجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت اور ان کا طریقہ ہے۔ (مشکوۃ ج ۱ ص ۱۲۹ بحوالہ مسند احمد ابن ماجہ) اس روایت سے معلوم ہوا کہ جو قربانی ہم ہر سال ۱۰؍ ذی الحجہ کو پیش کرتے ہیں۔ وہ دراصل حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ جس کا مختصر واقعہ یہ ہے۔

واقعہ: مقربین بارگاہ الٰہی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا معاملہ وہ نہیں ہوتا جو عام انسانوں کے ساتھ ہے۔ بلکہ ان کو امتحان و آزمائش کی سخت سے سخت منزلوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ اور قدم قدم پر جان سپاری اور تسلیم و رضا کا مظاہرہ کرنا ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہم گروہ انبیاء اپنے اپنے مراتب کے اعتبار سے امتحان کی صعوبتوں میں ڈالے جاتے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام بھی چونکہ جلیل القدر پیغمبر تھے اس لئے ان کو بھی مخلف آزمائشوں سے دو۔ چار ہونا پڑا اور اپنی جلالت قدر کے لحاظ سے ہر دفع امتحان میں کامل و مکمل ثابت ہوئے۔ جب ان کو آگ مین ڈالا گیا تو اس وقت جس صبر اور رضا بہ قضا الٰہی کا انہوں نے ثبوت دیا اور جس عزم و استقامت کو پیش کیا وہ انہیں کا حصہ تھا۔ اس کے بعد جب اسماعیل اور حضرت ہاجرہ کو فاران کے بیابان میں چھوڑ آنے کا فرمان ملا تو وہ بھی معمولی امتحان نہ تھا۔ آزمائش اور سخت آزمائش کا وقت تھا۔ بڑھاپے اور پیری کی تمناؤں کے مرکز راتوں اور دنوں کی دعاؤں کے ثمر اور گھر کے چشم و چراغ اسماعیل کو صرف حکم الٰہی کی تعمیل میں ایک بے آب و گیاہ جنگل میں چھوڑتے ہیں۔ اور پیچھے پھر کر بھی اس کی طرف

نہیں دیکھتے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ شفقت پدری جوش میں آجائے اور حکم الہیٰ کے بجالانے میں کوئی لغزش ہو جائے۔ ان دونوں کٹھن منزلوں کو عبور کرنے کے بعد اب ایک تیسرے بڑے امتحان کی تیاری ہے۔ جو پہلے دونوں سے بھی زیادہ زہرہ گزار اور جاں گسل امتحان ہے۔ اور دنیائے تاریخ میں اطاعت وفرمابرداری کی زندہ مثال ہے۔ عشق ومحبت کی وادی میں امتثال امر کی واحد لازوال داستان ہے۔ ہوا یوں۔ کہ حضرت ابراہیم تین رات مسلسل خواب دیکھتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے ابراہیم تو ہماری راہ میں اپنے اکلوتے بیٹے کی قربانی دے۔ انبیاء علیہم السلام کا خواب رویاء صادقہ اور وحی الہیٰ ہوتا ہے۔ اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام تسلیم ورضا کا پیکر بنکر تیار ہو گئے۔ کہ خدا کے حکم کی جلد سے جلد تعمیل وتکمیل کریں۔ مگر چونکہ یہ معاملہ تنہا اپنی ذات سے وابستہ نہ تھا۔ بلکہ اس آزمائش کا دوسرا جزو بیٹا تھا جس کی قربانی کا حکم دیا گیا۔ اس لئے باپ نے بیٹے کو اپنا پورا خواب اور خدا کا حکم سنایا۔ بیٹا بھی ابراہیم جیسے مجد انبیاء ورسل کا بیٹا تھا۔ کوئی معمولی فرزند نہیں تھا۔ جب باپ کو حکم خداوندی کے بجالانے میں کوئی جھجک نہیں تھی تو پھر فرزند حکم خداوندی کے پورا کرنے میں پیچھے کیسے رہ سکتا تھا۔ سنتے ہی فوراً سر تسلیم خم کر دیا۔ اور کہنے لگا اگر خدا کی مرضی یہی ہے تو ان شاء اللہ آپ مجھ کو صبر کرنے والا پائیں گے۔ اس گفتگو کے بعد باپ بیٹے اپنی قربانی پیش کرنے کے لئے جنگل روانہ ہو گئے۔ باپ نے بیٹے کی مرضی پاکر مذبوح جانور کی طرح ہاتھ پیر باندھے، چھری کو تیز کیا اور بیٹے کو پیشانی کے بل پچھاڑ کر ذبح کرنے لگے۔ فوراً اللہ کی وحی حضرت ابراہیم پر نازل ہوئی کہ اے ابراہیم تو نے اپنا خواب سچ کر دکھایا ہے۔ بیشک یہ بہت سخت اور کٹھن آزمائش تھی۔ اب لڑکے کو چھوڑ اور جنت سے آیا ہوا ترے پاس جو یہ مینڈھا کھڑا ہے۔ اس کو اپنے اس دلارے بیٹے کے بدلے میں ذبح کر۔ ہم نیک لوگوں کو

اسی طرح نوازا کرتے ہیں۔ حضرت ابراہیم نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو جھاڑی کے قریب ایک مینڈھا کھڑا ہے۔ لہٰذا حضرت ابراہیم نے خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے۔ اس مینڈھے کی قربانی کی یہی وہ قربانی ہے۔ جو بارگاہ الٰہی میں ایسی مقبول ہوئی کہ بطور یادگار ہمیشہ کے لئے ملت ابراہیمی کا شعار قرار پائی اور آج بھی ذی الحجہ کی ۱۰ تاریخ کو تمام دنیائے اسلام میں یہ شعار اسی طرح منایا جاتا ہے۔ اسی لئے آں حضرت ﷺ نے فرمایا (سنة ابيكم ابراهيم) کہ یہ تمہارے جدامجد حضرت ابراہیم کا طریقہ ہے۔ سورہ صافات میں اس واقعہ کو اس طرح بیان کیا ہے۔

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ○ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ○ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ○ فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ○ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ ○ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ○ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ ○ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ○ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ○ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ○

ترجمہ: اے پروردگار مجھ کو ایک نیک لڑکا عطا کر پس بشارت دی ہم نے ان کو ایک بردبار لڑکے کی پھر جب وہ اس عمر کو پہنچا کہ باپ کے ساتھ دوڑنے لگے۔ ابراہیم نے کہا اے میرے بیٹے میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ پس تو دیکھ کیا سمجھتا ہے۔ کہا اے میرے باپ جس بات کا تجھے حکم دیا گیا ہے۔ اگر اللہ نے چاہا تو مجھ کو صبر کرنے والوں میں سے پائیگا۔ پس جب ان دونوں نے رضا و تسلیم کو اختیار کر لیا۔ اور پیشانی کے بل اس (بیٹے) کو پچھاڑ دیا۔ ہم نے اس کو پکارا اے ابراہیم تو نے خواب سچ کر دکھایا۔ بیشک ہم اسی طرح نیک لوگوں کو بدلہ دیا کرتے ہیں۔ بلاشبہ یہ کھلی ہوئی آزمائش ہے۔ اور بدلے میں دیا ہم نے اس

کو بڑا ذبح (مینڈھا) اور ہم نے آنے والی نسلوں میں اس کے متعلق یہ بات چھوڑی کہ ابراہیم پر سلام ہو۔

ان آیات شریفہ میں قربانی کے واقعہ کو بڑی عظمت اور منفرد انداز میں پیش کر کے قیامت تک کے لئے اس کے باقی رہنے کی طرف اشارا کر دیا ہے۔

قربانی کی فضیلت

قربانی دراصل لفظ قُربَانٌ سے بنا ہے۔ چنانچہ صراح میں لکھا ہے (قربان بالضم وهو مايتقرب به الى الله تعالى .يقال قربت لله قربانا) یعنی قربان اس چیز کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ انسان خدا کا قرب ڈھونڈھتا ہے۔ چونکہ انسان قربانی سے قربِ الٰہی کا طالب ہوتا ہے۔ اس لئے اس فعل کا نام بھی قربانی ہوا۔ قرآن و حدیث میں قربانی کا حکم اور فضائل بکثرت وارد ہوئے ہیں۔ جن میں سے چند مختصر انداز میں یہاں پیش کئے جاتے ہیں۔

۱۔ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے۔

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَام.

اور ہم نے ہر امت کے لئے قربانی کرنا مقرر کیا تا کہ وہ ان مخصوص جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اس نے ان کو عطا فرمائے۔

۲۔ وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَ اَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَ الْمُعْتَرَّ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ○

ترجمہ: اور قربانی کے اونٹ اور گائیں کو ہم نے اللہ کی یادگار بنایا ہے۔ ان جانوروں میں تمہارے فائدے ہیں۔ سو تم ان پر کھڑے کر کے (اونٹ کی قربانی

کرتے وقت) اللہ کا نام لیا کرو۔ پس جب وہ کروٹ کے بل گر پڑیں تو تم خود بھی کھاؤ اور سوالی، بے سوالی کو بھی کھانے کو دو۔ ہم نے ان جانوروں کو اس طرح تمہارے تابع کر دیا ہے تاکہ تم شکر کرو۔ قرآن کریم کی ان آیتوں سے پتہ چلتا ہے کہ قربانی کوئی نیا عمل نہیں ہے بلکہ امت محمدیہ سے پہلے دیگر امتوں پر بھی قربانی مشروع رہی ہے۔ یہی حکم امت محمدیہ کو بھی دیا گیا ہے۔ کہ وہ قربانی کریں۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کے بعد ہر سال قربانی کی کسی سال ترک نہیں کی۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے. اَقام رسول الله ﷺ عشر سنين يضحى (مشکوٰۃ ص ۱۲۹)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ ﴿مدینہ﴾ میں ۱۰ رسال رہے اور ہر سال قربانی کرتے رہے۔ آپ ﷺ سے صحابہ نے قربانی کے اجر و ثواب کے بارے میں سوال کرتے ہوئے معلوم کیا۔

فما لنا فيها يا رسول الله قال بكل شعرة حسنة قالوا فالصوف يا رسول الله ﷺ قال بكل شعرة من الصوف حسنة (مشکوٰۃ ص ۱۲۹)

اے اللہ کے رسول ﷺ ہمارے لئے اس میں (قربانی) کیا ثواب ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہر بال کے بدلے ایک نیکی ہے۔ اون کے متعلق صحابہ نے دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اون کے ہر بال کے عوض میں بھی ایک نیکی ہے۔ قربانی کے دنوں میں قربانی کرنا بہت بڑا عمل ہے۔ حدیث میں ہے قربانی کے دنوں میں قربانی سے زیادہ کوئی چیز اللہ تعالیٰ کو محبوب نہیں اور قربانی کرتے وقت خون کا جو قطرہ زمین پر گرتا ہے وہ گرنے سے پہلے اللہ کے یہاں شرف قبولیت کے درجہ کو پہونچ جاتا ہے۔ اور کل قیامت کے روز قربانی کا جانور اپنے سینگوں بالوں اور کھروں کے ساتھ آئیگا۔ (مشکوٰۃ ص ۱۲۸)

ان کے علاوہ اور بھی بہت ساری احادیث قربانی کے فضائل میں حدیث کی بڑی کتابوں میں موجود ہیں۔قربانی کے فضائل کے پیش نظر اور اس کی اہمیت کی وجہ سے یہ بات بھی معلوم ہونی چاہیئے کہ جو شخص قربانی کی وسعت کے باوجود قربانی نہ کرے اس کے بارے میں بڑی سخت وعید اللہ کے نبی ﷺ نے بیان کی۔چنانچہ آپ نے فرمایا۔من کان له سعة ولم یضحّ فلا یقربن مصلانا (ابن ماجه)

ترجمہ: جو شخص وسعت رکھتا ہو اور وہ قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عیدگاہ میں (عید کی نماز پڑھنے کے لئے) نہ آئے۔

عشرۂ ذی الحجہ کی فضیلت و حرمت

جس طرح اللہ تعالیٰ نے ہفتہ کے ۷ دنوں میں سے جمعہ کو اور سال کے ۱۲ مہینوں میں سے رمضان المبارک کو اور پھر رمضان کے تین عشروں میں سے عشرۂ اخیرہ کو خاص فضیلت بخشی ہے۔اسی طرح ذی الحجہ کے پہلے عشرہ کو بھی فضل و رحمت کا خاص عشرہ قرار دیا ہے۔اسی لئے حج اور قربانی کو انہیں ایام میں رکھا گیا ہے۔ان ایام کی اہمیت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے۔کہ اللہ نے قرآن حکیم میں ان ایام کی قسم کھائی۔چنانچہ ارشاد خداوندی ہے۔وَالْفَجْرِ ۝ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ۝ ترجمہ: قسم ہے فجر کی اور دس راتوں کی، بقول بعض مفسرین (یعنی مجاہد، عکرمہ اور ابن عباس) یہاں الفجر سے مراد ذی الحجہ کی ۱۰ تاریخ یعنی یوم النحر کی صبح مراد ہے۔دوسری چیز جس کی قسم ہے وہ ۱۰ راتیں ہیں جن کے بارے میں حضرت ابن عباس، قتادہ، مجاہد، سدّی، ضحاک، کلبی، ائمہ تفسیر فرماتے ہیں کہ ان دس راتوں سے ماہ ذی الحجہ کی ابتدائی دس راتیں مراد ہیں۔کیونکہ احادیث میں ان ابتدائی دس راتوں کی بڑی فضیلت آئی ہے۔چنانچہ اللہ کے نبی نے ارشاد فرمایا۔مامن ایام احب الی اللہ ان یتعبد له فیها من عشر ذی الحجة یعدل صیام کل یوم

منها بصيام سنة وقيام كل ليلة منها بقيام ليلة القدر (مشكوٰة ص ۱۲۸)
ترجمہ: عبادت کرنے کے لئے اللہ کے نزدیک سب دنوں میں عشرۂ ذی الحجہ سب سے افضل ہے۔اس کے ہر دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر ہے اس میں ہر رات کی عبادت شبِ قدر کی عبادت کے برابر ہے۔ایک اور دوسری حدیث میں اللہ کے رسول نے ارشاد فرمایا۔ مامن ايام العمل الصالح فيهن احب الى الله من هذه الا يام العشرة (مشكاة ۱۲۸)
ترجمہ: اللہ تعالیٰ کو نیک عمل جتنا ان دس دنوں میں محبوب ہے اتنا کسی دوسرے دنوں میں نہیں۔ بہر حال یہ رحمت خداوندی کا خاص عشرہ ہے ان دنوں میں بندہ کا ہر نیک عمل اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہے۔اور اس کی بڑی قیمت ہے۔ دراصل یہ عشرہ حج کا ہے اور ان ایام کا خاص الخاص عمل حج ہے۔ لیکن حج مکہ معظمہ میں جا کر ہی ہوسکتا ہے۔اس لئے وہ عمر میں صرف ایک دفع اور وہ بھی اہل استطاعت پر فرض کیا گیا ہے۔اس کی خاص برکات وہی بندے حاصل کر سکتے ہیں۔ جو وہاں حاضر ہو کر حج کریں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے سارے اہل ایمان کو موقع دیا ہے۔ کہ جب حج کے یہ ایام آئیں تو وہ اپنی اپنی جگہ رہتے ہوئے بھی حج اور حجاج سے ایک نسبت پیدا کرلیں۔ اور ان کے کچھ اعمال میں شریک ہو جائیں۔ عیدالاضحیٰ کی قربانی کا خاص راز یہی ہے۔ حجاج دسویں ۱۰/ ذی الحجہ کو منیٰ میں اللہ کے حضور اپنی قربانیاں پیش کرتے ہیں۔اور دنیا بھر کے وہ مسلمان جو حج میں شریک نہیں ہو سکے ان کو حکم یہ ہے کہ اپنی اپنی جگہ ٹھیک اسی دن اللہ کے حضور میں اپنی قربانیاں نذر کریں۔

کیا قربانی خلافِ عقل ہے؟

ملحدین اور مستشرقین نیز وہ طبقہ جو مغربی افکار اور نظریات سے متاثر ہے۔ان کی جانب سے یہ شکوک اور شبہات مسلسل پیش کئے جاتے ہیں۔اور سادہ لوح عوام کے

ذہن میں یہ بات بٹھاتے ہیں کہ قربانی خلاف عقل ہے اور اسلام نے جانوروں کو ذبح کرنے کا حکم دیکر ان بے زبان جانوروں پر ظلم کیا ہے۔ اور خدا کو ان بے زبان جانوروں کے ذبح کرانے سے کیا مل جاتا ہے۔

تو آیئے ان شکوک اور شبہات کے ازالے پر بحث کرتے ہیں۔ تو اس سلسلہ میں یہ بات ذہن میں رہنی چاہیئے۔ کہ قربانی کا وجود صرف مذہب اسلام میں ہی نہیں ہے جو اسلام پر اعتراض کیا جائے۔ بلکہ دنیا کے اندر جتنے بھی مذاہب ہیں اور اقوام عالم میں قربانی کا تصور کسی نہ کسی شکل میں ضرور پایا جاتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے۔ وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا یعنی ہم نے ہر امت کے لئے قربانی کو مقرر کیا ہے۔ اور حضرت آدم کے دونوں بیٹوں قابیل اور ہابیل کے واقعہ میں ہے اس۔ (اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا) جب دونوں نے ایک ایک قربانی پیش کی مفسرین نے لکھا ہے کہ ہابیل کے پاس بھیڑ بکریاں تھی اس نے ایک عمدہ دنبہ کی قربانی پیش کی۔ الغرض قربانی کو لیکر مذہب اسلام پر اعتراض کرنا یہ درست نہیں ہے۔ جب کہ کل مذاہب میں قربانی کا وجود ہے۔ رہا یہ شبہ کہ قربانی کا حکم دیکر اسلام نے ان جانوروں پر ظلم کیا ہے۔ تو یہ شبہ کسی طرح بھی درست نہیں اوّلاً تو اس لئے کہ یہ شبہ صرف قربانی کے جانوروں کے ذبح کرنے پر ہی کیوں جبکہ پوری دنیا گوشت کھاتی ہے۔ گائے، بیل، بھینس، بھینسا، بکری، بکرا، دنبہ، بھیڑ، مرغی، مچھلی ہزاروں جانور روزانہ لاکھوں کی تعداد میں کٹتے ہیں۔ یوروپ میں بڑے بڑے سلائٹر ہاؤس ہیں جہاں روزانہ ہزاروں کی تعداد میں جانور ذبح کئے جاتے ہیں اور ان کا گوشت دوسرے ملکوں میں اکسپورٹ کیا جاتا ہے۔ جب روزانہ ان کٹنے والے لاکھوں جانوروں کو ذبح کرنا کوئی ظلم نہیں تو پھر قربانی جو ایک خالص عبادت ہے اس میں جانور کو ذبح کرنا بھی ظلم نہیں ہے۔ ثانیاً:۔ دنیا کا مسلمہ اصول اور ضابطہ ہے کہ ہر معمولی اور چھوٹی چیز بڑی

اور اہم چیز کے لئے قربان ہو جاتی ہے۔ اس اصول اور ضابطہ کو دنیا کی ہر قوم مانتی ہے اور ہر مذہب اس کو تسلیم کرتا ہے۔ اسی اصول کے تحت اگر دیکھا جائے تو انسان جو کہ اشرف المخلوقات ہے جس کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے۔ دنیا کی ہر چیز کو بنایا گیا۔ چرند و پرند بھی اس کی خدمت کے لئے بنائے گے۔ اور خبیثات کے علاوہ جس کے کھانے کے لئے ہر چیز کو جائز رکھا گیا۔ تو اگر اس انسان کی جان کے بدلہ میں کوئی جانور کسی مخصوص دن میں ذبح کرنے کا حکم دے دیا گیا ہو تو اس میں ان جانوروں پر کیا ظلم ہے؟ جبکہ یہی انسان بارہ ماہ ان جانوروں کو ذبح کر کے ان کا گوشت استعمال کرتا ہے۔ اور اس کو ظلم نہیں سمجھا جاتا اور رہا یہ شبہ کہ خدا کو ان جانوروں کو ذبح کرا کے کیا مل جاتا ہے؟ تو یاد رکھئے ان جانوروں کو ذبح کرانے میں خدا کو کچھ نہیں ملتا۔ کیونکہ خدا کسی کے گوشت اور خون کا بھوکا نہیں ہے۔ بلکہ اس کی صفت تو یہ ہے۔ (وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ) کہ وہ کھلاتا ہے کھاتا نہیں۔ اور یہی نہیں بلکہ اس نے ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا (لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ) یعنی اللہ کو ان قربانیوں کا نہ تو گوشت پہنچتا ہے اور نہ ہی خون، ایسا پاک اور عظیم الشان خدا نہ تو کھالوں کا محتاج نہ گوشت کے چڑھاوے کا بلکہ اس میں تو صرف انسانوں کا ہی نفع ہے جیسا کہ اللہ نے فرمایا (لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ) قربانی میں سارہ نفع انسانوں کا ہی ہے۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ رب العزت اس قربانی کے ذریعہ انسانوں کے دلوں کو ٹٹولتا ہے۔ کہ مال کی محبت زیادہ ہے یا ہماری۔ جو قربانی پیش کی ہے اس میں اخلاص ہے یا دکھلاوا اور اسی پر اجر و ثواب ملتا ہے۔ نیز وہ اس قربانی کے ذریعہ اپنے بندوں کو یہ سکھاتا ہے کہ تم بھی راہِ خدا میں اسی طرح قربان ہو جاؤ اور یہ بھی تمہارا ہی قربان ہونا ہے۔ کہ اپنے بدلے اپنا قیمتی پیارا جانور ذرا سے حکم پر قربان کر دیا۔ ان سب شکوک اور شبہات کو پیش

کرنے کے بعد عوام الناس کو ان ملحدین کی جانب سے یہ تعلیم بھی دی جاتی ہے کہ قربانی سے بہتر یہ ہے کہ قربانی کے جانور کی قیمت کے برابر اتنی رقم کسی غریب، نادار، مسکین، محتاج، یتیم اور بیواؤں کو دے دی جائے۔ جس سے ان کے گھر کا چولہا چند دنوں تک چل سکے اور ان کے کھانے پینے کا سامان ہو جائے۔ یہ بات بظاہر ہر انسان کو اچھی اور بھلی معلوم ہوتی ہے۔ آیئے اس پر بھی نظر ڈالتے ہیں۔ کہ قربانی کے مقابل اس عمل میں کتنا دم ہے۔ بات دراصل یہ ہے کہ اللہ نے ہر چیز کا موقع اور محل رکھا ہے۔ اور ہر عبادت کا ایک وقت مقرر کیا ہے جب اس کا وقت آ جائے۔ تو پھر اس وقت میں وہ عبادت سب سے اہم ہوتی ہے۔ حدیث میں بھی آتا ہے کہ قربانی کے دنوں میں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب عمل قربانی ہی ہے۔ اور جس شخص پر قربانی واجب ہے اس کو چھٹکارا تبھی مل سکتا ہے جبکہ وہ قربانی کرے۔ جیسا کہ جس شخص پر نماز فرض ہے وہ اس عمل سے بری تبھی ہو سکتا ہے، جبکہ وہ نماز پڑھے، جس پر روزہ فرض ہے وہ اس عمل سے بری تبھی ہو سکتا ہے جبکہ وہ روزہ رکھے اور جس پر حج فرض ہے وہ اس عمل سے بری تبھی ہو سکتا ہے جبکہ وہ حج ادا کرے۔ پتہ چلا کہ قربانی جس پر واجب ہے۔ اسے نجات اسی وقت ملے گی جبکہ وہ قربانی کرے۔ صرف اتنی رقم صدقہ کر دینے سے یا غریبوں کی مدد کرنے سے وہ فریضہ قربانی سے بری نہیں ہو سکتا۔ رہا غریبوں کی مدد کرنا یا کسی کے گھر کا چولہا جلانا یہ بہت اچھی بات ہے اور ثواب کا کام ہے۔ مگر یہ بات اس وقت کیوں سمجھ میں نہیں آتی جب لاکھوں روپے کی کار خریدی جاتی ہے، اپنے عیش و عشرت میں لاکھوں روپے خرچ کئے جاتے ہیں، اور نام و نمود کے لئے بیاہ شادیوں میں لاکھوں روپے ضائع کر دئے جاتے ہیں۔ آخر اس وقت یہ غریب کیوں نہیں یاد آتے؟

ایام قربانی

ایک حلقہ کی طرف سے یہ شبہ بھی پیدا کیا جا رہا ہے کہ قربانی تین دن نہیں بلکہ چار دن ہیں۔ ہم اس شبہ کا جواب بھی مدلل آپ کے سامنے لانا چاہتا ہے۔ تا کہ یہ معلوم ہو سکے کہ قربانی صرف اور صرف تین ہی دن ہے۔ اور وہ۔ ۱۰، ۱۱، ۱۲ / ذی الحجہ تک ہی جائز ہے۔ اگر ۱۲ / ذی الحجہ کے غروب شمس کے بعد قربانی کی جائے تو جائز نہیں ہوگی۔ یہی بات قوی ترین دلائل سے ثابت ہے۔ اور یہی مسلک حضرات ائمہ ثلاثہ یعنی حضرت امام ابوحنیفہؒ امام مالکؒ اور امام احمد ابن حمبلؒ کا ہے۔ اور بہت سے اکابر صحابہؓ کی صحیح اور مرفوع روایات سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ قربانی صرف ۳ / ہی دن تک جائز ہے۔ اس کے بعد جائز نہیں۔ مزید تسلی کے لئے۔ ہم پہلے قرآن کریم کی آیت کی تفسیر مفسرین کے حوالے سے پھر صحیح اور مرفوع روایات اور اکابر، فقہاء کرام کی آراء ذکر کریں گے۔ (وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْ أَيَّامٍ مَّعْلُوْمَاتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْأَنْعَامِ فَكُلُوْا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ) مفسرین کی ایک بڑی جماعت نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں ایام معلومات سے مراد قربانی کے صرف تین دن ہی لئے ہیں۔ بطور نمونہ چند حضرات مفسرین کرام اور ان کی تفسیریں مندرجہ ذیل ہیں۔

﴿علامہ سید آلوسی صاحب تفسیر روح المعانی﴾

(وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عند النحر فِيْ أَيَّامٍ مَّعْلُوْمَاتٍ ای مخصوصات وهی ایام النحر كما ذهب اليه جماعة منهم ابو يوسف ومحمد عليهما الرحمة وعد تها ثلا ثة ايام يوم العيد ويومان بعده عند نا و عند الثوری وسعيد بن جبير وسعيد بن المسيب لما روی عن عمر و علی وابن عمر و ابن عباس و انس وأبی هريرة انهم قالو ايام

النحر ثلاثة أ افضلها اولها)(روح المعانی ص ۲۱۵، ج ۱۰)

ترجمہ: اللہ کا نام لو قربانی کے وقت معلوم دنوں میں یعنی مخصوص دنوں میں اور وہ قربانی کے دن ہیں جس کی مدت تین دن ہیں۔ عید کا دن اور دو دن اس کے بعد جیسا کے علماء کی ایک جماعت کا مسلک ہے۔ جیسے امام ابو یوسف، امام محمد، امام ثوری حضرت سعید ابن جبیر، حضرت سعید ابن مسیّب کا ہے اور یہی روایت ہے حضرت عمر حضرت علی، حضرت ابن عمر، حضرت ابن عباس، حضرت انس، حضرت ابو ھریرہ سے انہوں نے کہا کہ قربانی کے تین دن ہیں اور افضل پہلا دن ہے۔

﴿امام ابو بکر جصاص رازی صاحب احکام القرآن﴾

(وَيَذْ كُرُوْا اسْمَ اللّٰهِ فِيْ اَيَّامٍ مَعْلُوْ مَاتٍ عَلٰى مَارَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ فَكُلُوْ مِنْهَا وَاَطْعِمُوْ الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ، فروى عن على وابن عمر أن المعلومات يوم النحر ويومان بعده) احكام القرآن جصاص ج. ۳، ص. ۲۳۳.

اس آیت کے ذیل میں فرماتے ہیں۔ کہ حضرت علی اور حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ معلومات یوم نحر (دسویں ذی الحجہ اور دو دن اس کے بعد ہیں)

﴿صاحب تفسیر قرطبی﴾

(ودليلنا قوله تعالى ﴿فِيْ اَيَّامٍ مَعْلُوْ مَاتٍ﴾ وهذا جمع فلة لكن المتيقن منه الثلاثة وما بعد الثلاثة غير متيقن فلا يعمل به) تفسير قرطبی ج. ۶، ص. ۴۱

ترجمہ: اور ہماری دلیل اللہ تعالیٰ کا قول ﴿فِيْ اَيَّامٍ مَعْلُوْ مَاتٍ﴾ میں ایام جمع قلت ہے اور یقینی اس میں تین دن ہیں۔ اور جو تین دن سے زائد ہے وہ غیر یقینی ہے، لہٰذا اس پر عمل نہیں کیا جائیگا۔

﴿صاحب تفسیر ابن کثیرؒ﴾

(ان ابن عمر کان يقول الايام المعلومات والمعدودات هن جميعهن أربعة ايام فالايام المعلومات يوم النحر ويومان بعده هذا اسنا دصحيح اليه) تفسير ابن كثير مكمل ص. ۸۹٦)

حضرت ابن عمرؓ فرمایا کرتے تھے ایام معلومات اور معدودات یہ کل ملا کر چار دن ہیں جن میں ایام معلومات یوم نحر اور دو دن اس کے بعد کے ہیں۔ اور ابن عمرؓ کی طرف یہ اسناد صحیح ہیں۔

﴿احادیث مرفوعہ اور اقوال وآثار صحابہ سے استدلال﴾

حضرات صحابہؓ کی ایک جماعت کا مسلک اس سلسلہ میں یہی منقول ہے کہ قربانی صرف تین دن یعنی ۱۰/۱۱/۱۲ تاریخ تک ہی جائز ہے اس لئے ہم آگے چند روایات پیش کرتے ہیں۔

﴿پہلی روایت﴾

عن جابر بن عبد الله الانصاری عن كعب بن عاصم الاشعری ان رسول الله ﷺ خطب بمنى اوسط ايام الاضحى يعنى الغد من يوم النحر (سنن الدار قطبی . ج ۲، حديث نمبر ۲۱۵)

ترجمہ: حضرت جابر ابن عبداللہ نے حضرت کعب بن عاصم اشعریؓ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے قربانی کے درمیانی دن یعنی دسویں ذی الحجہ کے بعد والے دن منی میں خطبہ دیا۔ ظاہر ہے کہ درمیانی دن کا تحقق اسی وقت ہوگا جب کہ قربانی کے تین دن مانیں۔ جیسا کہ یہی صراحت روایت میں بھی موجود ہے۔ کہ درمیانی دن یعنی دسویں ذی الحجہ جو قربانی کا دن ہے۔ اس کے بعد والے دن میں آپ نے خطبہ دیا۔

﴿دوسری روایت﴾

عن نافع ان عبد اللہ ابن عمر قال :الاضحی یومان بعد یوم الاضحی(الموطاللامام مالک)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ ابن عمر نے فرمایا کہ قربانی عید کے بعد مزید دو دن تک مشروع ہے۔ واضح رہے کہ جس سند سے یہ روایت بیان ہو رہی ہے یہ علماء اصول حدیث کے نزدیک اصح الاسانید میں شمار ہوتی ہے لہٰذا اس روایت کے صحیح ہونے میں کسی کو بھی ادنی تأمل نہیں۔

﴿تیسری روایت﴾

قال وحدثنا مالک انہ بلغہ ان علی ابن ابی طالب کان یقول الاضحی یومان بعد یوم الاضحی.(السنن الکبری/ج. ۹،حدیث نمبر ۵۵۲)

ترجمہ: حضرت امام مالکؒ فرماتے ہیں۔ کہ مجھ تک یہ بات پہنچی کہ حضرت علیؓ یہ فرمایا کرتے تھے کہ قربانی عید کے بعد دو دن تک ہے۔

﴿چوتھی روایت﴾

عن قتادہ عن انس قال:الذبح بعد النحر یومان(السنن الکبریٰ. ج. ۹، حدیث نمبر ۵۵۳)

ترجمہ: حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ کہ قربانی عید کے دن کے بعد دو دن تک ہے۔

﴿پانچویں روایت﴾

وقد ذکر الطحاوی فی احکام القرآن بسند جید عن ابن عباس قال : الا ضحی یومان بعد یوم النحر (اعلا السنن ۱۷/ ۲۳۸)

ترجمہ: حضرت امام طحاویؒ نے اچھی عمدہ سند سے احکام القرآن میں حضرت ابن عباسؓ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ قربانی یوم نحر کے بعد دو دن ہے۔

﴿چھٹی روایت﴾

سمعت ابا هريرة يقول :الاضحى ثلاثة ايام

(اعلاء السنن. ١٧/ ٢٣٦)

ترجمہ: معاویہ بن صالح ابومریم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابوہریرہؓ کو فرماتے ہوئے سنا کہ قربانی کے تین دن ہیں۔

﴿حضرات فقہاء کرام کا مسلک﴾

حضرات فقہاء کرام میں سے اکثر فقہاء کرام کا بھی مسلک یہی ہے کہ قربانی تین ہی دن تک مشروع ہے۔

﴿امام اعظم امام ابوحنیفہ کا مسلک﴾

ابو حنيفة عن حماد عن ابراهيم قال: الاضحية ثلاثة ايام يوم النحر ويومان بعده (مسانيد اما اعظم ٢/ ٢٤٦)

حضرت امام مالک کا مسلک بھی یہی ہے۔ جیسا کی پیچھے موطا کے حوالے سے حضرت عبداللہ ابن عمر کا قول گذرا ہے۔

﴿حضرت امام احمد ابن حنبل کا مسلک﴾

قال احمد: ايام النحر ثلاثة عن غير واحد من اصحاب رسول الله ﷺ (اعلاء السنن ١٧/ ٢٣٨)

حضرت امام احمد ابن حنبلؒ نے متعدد صحابہ کرام سے نقل کرتے ہوئے یہ کہا ہے کہ قربانی کے تین ہی دن ہیں۔

یہ وہ مختصر دلائل تھے جو ہم نے انصاف کے ساتھ آپ کے سامنے یہ بات ثابت کرنے کے لئے پیش کردئے ہیں۔ کہ قربانی صرف تین دن تک ہی ہے۔

مسائل قربانی

قربانی کس پر واجب ہے اور کس پر نہیں:

ا۔کسی شخص نے قربانی کی منت کی ہو تو اس پر قربانی کرنا واجب ہے۔

۲۔کسی شخص نے مرنے سے پہلے قربانی کی وصیت کی ہو اور اتنا مال چھوڑا ہو کہ اس کے تہائی مال سے قربانی کی جاسکے تو اس کی طرف سے قربانی کرنا واجب ہے۔

۳۔جس شخص پر صدقہ فطر واجب ہے اس پر قربانی کے دنوں میں قربانی کرنا بھی واجب ہے۔ اس کی چند شکلیں ہے جو مندرجہ ذیل ہیں۔

۴۔جس شخص کے پاس رہائشی مکان، کھانے پینے کا سامان، استعمال کے کپڑوں اور روز مرہ استعمال کی دوسری چیزوں کے علاوہ ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کا نقد روپیہ، مال تجارت، یا دیگر سامان ہو اس پر قربانی کرنا واجب ہے۔

۵۔ایک شخص کے پاس دو مکان ہیں۔ایک مکان اس کی رہائش کا ہے اور دوسرا خالی ہے تو اس پر قربانی واجب ہے۔ جب کہ اس خالی مکان کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کے برابر ہو۔

۶۔ایک مکان میں وہ خود رہتا ہو اور دوسرا مکان کرائے پر اُٹھایا ہے۔تو اس پر بھی قربانی واجب ہے۔ البتہ اگر اس کا ذریعہ معاش یہی مکان کا کرایہ ہے تو یہ بھی ضروریات زندگی میں شمار ہوگا۔اور اس پر قربانی کرنا واجب نہیں ہوگی۔

۷۔یا کسی کے پاس دو گاڑیاں ہیں۔ایک عام استعمال کی ہے اور دوسری زائد تو اس پر بھی قربانی واجب ہے۔

۸۔یا کسی کے پاس دو پلاٹ ہیں۔ایک اس کے مکان بنانے کے لئے ہے اور دوسرا زائد تو اگر اس کے دوسرے پلاٹ کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کے برابر ہے، تو اس پر بھی قربانی واجب ہے۔

۹۔عورت کا مہر معجل (نقد) اگر اتنی مالیت کا ہو تو اس پر بھی قربانی واجب ہے۔
۱۰۔یا صرف والدین کی طرف سے دیا گیا زیور اور استعمال سے زائد کپڑے نصاب کی مالیت کو پہونچتے ہوں تو اس پر بھی قربانی کرنا واجب ہے۔
۱۱۔یا سسرال کی طرف سے دیا گیا زیور نصاب کی مالیت کے بقدر ہو اور اس عورت کو اس زیور کا مالک بھی بنادیا گیا ہو۔ تو اس صورت میں بھی اس عورت پر قربانی واجب ہے۔
۱۲۔ایک شخص ملازم ہے اس کی ماہانہ تنخواہ سے اس کے اہل وعیال کی گزر بسر ہو سکتی ہے۔ پس انداز نہیں ہو سکتی۔ تو اس پر قربانی واجب نہیں۔ جبکہ اس کے پاس کوئی اور مال نہ ہو۔
۱۳۔ایک شخص کے پاس کھیتی کی زمین ہے۔ جس کی پیداوار سے اس کی گزر بسر ہوتی ہے۔ تو وہ زمین اس کی ضروریات میں سے سمجھی جائیگی۔ اگر اس کی پیداوار میں اتنا نہیں بچتا جو مالیت نصاب کو پہنچ سکے تو اس پر قربانی واجب نہیں ہوگی۔
۱۴۔ایک شخص کے پاس ہل جوتنے کے لئے بیل اور دودھ کے لئے گائے، بھینس کے علاوہ دیگر مویشی اتنے ہیں کہ ان کی مالیت نصاب کو پہنچتی ہے تو اس پر قربانی کرنا واجب ہے۔
۱۵۔ایک شخص صاحب نصاب نہیں نہ قربانی اس پر واجب ہے لیکن اس نے شوق سے قربانی کا جانور خرید لیا تو اس جانور کی قربانی واجب ہو گئی۔
۱۶۔مسافر پر قربانی واجب نہیں۔
۱۷۔صحیح قول کے مطابق بچے اور مجنوں پر قربانی واجب نہیں خواہ مالدار ہو۔
۱۸۔اگر گھر میں سب بھائی ایک ساتھ رہتے ہیں۔ اور کاروبار سب کا الگ الگ ہے تو اگر وہ سب صاحب نصاب ہوں تو پھر سب پر قربانی واجب ہے۔
۱۹۔اور اگر کاروبار بھی ایک ساتھ ہے اور سب کاروبار میں برابر کے شریک ہیں۔ تو

پھر کاروبار کی مالیت کو سب حصہ داروں پر تقسیم کرنے سے اگر ہر حصہ دار نصاب کا مالک ہوجاتا ہے تو پھر سب پر قربانی واجب ہے۔

۲۰۔اور اگر حصہ داروں کا حصہ کم بیٹھتا ہے تو کسی پر بھی قربانی واجب نہیں۔

۲۱۔اگر کاروبار کا اصل ذمہ دار باپ ہے۔اور لڑکے اس کے معاون کے طور پر کام کرتے ہیں۔اور لڑکوں کے پاس شرکت کے علاوہ بقدر نصاب مال بھی نہیں ہے تو صرف باپ پر قربانی واجب ہوگی۔لڑکوں پر نہیں۔

۲۲۔اگر کسی غریب شخص نے قربانی کی نیت سے جانور خریدا اور وہ قربانی سے پہلے گم ہوگیا، یا مر گیا تو اس پر کچھ واجب نہیں رہا۔

۲۳۔اور اگر اس غریب نے دوسرا جانور خرید لیا تو اب اس کی قربانی واجب ہوگئی۔ اور قربانی سے پہلے اگر غریب کا گم ہویا ہوا جانور بھی مل گیا تو پھر دونوں جانوروں کی قربانی واجب ہوگئی۔کیونکہ اس کی قربانی کا وجوب جانور کے ساتھ خاص ہے لہٰذا اس کو دونوں جانور قربان کرنے پڑینگے۔

قربانی کا وقت

۲۴۔بقر عید کی ۱۰ ر تاریخ سے لیکر ۱۲ ر تاریخ تک کی شام (آفتاب غروب ہونے سے پہلے) تک قربانی کا وقت ہے۔ان دنوں میں جب چاہے۔قربانی کر سکتا ہے۔لیکن پہلا دن افضل ہے۔پھر دوسرا، پھر تیسرا۔

۲۵۔شہر میں نماز عید سے پہلے قربانی کرنا درست نہیں۔اگر کسی نے عید سے پہلے جانور ذبح کر لیا تو یہ گوشت کا جانور ہوگا۔قربانی کا نہیں۔البتہ دیہات میں۔جہاں عید کی نماز نہیں ہوتی۔عید کے دن صبح صادق کے طلوع ہوجانے کے بعد قربانی کرنا درست ہے۔

۲۶۔اگر عیدگاہ سے پہلے شہر کی کسی مسجد میں عید کی نماز پڑھ لی جائے۔تو اس نماز

کے بعد بلاشبہ قربانی کرنا جائز ہے۔

۲۷۔ اگر شہری آدمی خود تو شہر میں موجود رہے مگر قربانی کا جانور دیہات میں بھیج دے جہاں عید کی نماز نہیں ہوتی۔ اور وہاں صبح صادق کے بعد اس جانور کی قربانی ہو جائے تو درست ہے۔

۲۸۔ ان تین دنوں کے دوران رات کے وقت بھی قربانی کرنا جائز ہے۔ لیکن بہتر نہیں۔

۲۹۔ اگر ان تین دنوں کے اندر کوئی مسافر اپنے وطن پہنچ گیا یا اس نے اقامت کی نیت کر لی اور وہ صاحب نصاب ہے تو اس کے ذمہ قربانی واجب ہو گئی۔

۳۰۔ جس شخص کے ذمہ قربانی واجب ہے۔ اس کے لئے ان دنوں میں قربانی کا جانور ہی ذبح کرنا لازم ہے۔ اگر اتنی رقم صدقہ، خیرات کر دے تو قربانی ادا نہیں ہو گی اور یہ شخص گناہ گار ہو گا۔

۳۱۔ جس شخص کے ذمہ قربانی واجب تھی اور ان تین دنوں میں اس نے قربانی نہیں کی تو اس کے بعد قربانی کرنا درست نہیں۔ اس شخص کو توبہ استغفار کرنی چاہیے۔ اور قربانی کے جانور کی مالیت صدقہ، خیرات کر دے۔

۳۲۔ ایک شخص نے قربانی کا جانور باندھ رکھا تھا مگر کسی عذر کی بناء پر قربانی کے دنوں میں اس کو ذبح نہ کر سکا تو اب اس جانور کا صدقہ کر دینا واجب ہے۔ ذبح کر کے گوشت کھانا درست نہیں۔

۳۳۔ قربانی کا جانور خود اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا مستحب ہے لیکن جو شخص ذبح کرنا نہ جانتا ہو یا کسی وجہ سے ذبح نہ کرنا چاہتا ہو تو اسے ذبح کرنے والے کے پاس موجود رہنا بہتر ہے۔

۳۴۔ قربانی کا جانور ذبح کرتے وقت زبان سے نیت کے الفاظ پڑھنا ضروری نہیں بلکہ دل میں نیت کر لینا کافی ہے۔ اور بعض دعائیں جو حدیث پاک میں

منقول ہیں اگر کسی کو یاد ہو تو ان کا پڑھنا مستحب ہیں۔ مثلاً حدیث میں ہے کہ جب آپ ﷺ نے عید کے دن قربانی کی تو یہ دعا پڑھی۔

اِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفاً وَّ مَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ قُلْ اِنَّ صَلٰوتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۝ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ وغیرہ

قربانی کے جانور

۳۵۔ بکری، بکرا، بھیڑ، دنبہ، گائے، بیل، بھینس، بھینسا، اونٹ اور اونٹنی کی قربانی درست ہے ان کے علاوہ کسی اور جانور کی قربانی درست نہیں۔

۳۶۔ گائے، بیل، بھینس، بھینسا، اونٹ، اور اونٹنی میں اگر سات آدمی شریک ہو کر قربانی کریں تو بھی درست ہے۔ مگر ضروری ہے کہ کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کم نہ ہو اور یہ بھی شرط ہے کہ سب کی نیت قربانی یا عقیقہ کی ہو صرف گوشت کھانے کے لئے حصہ رکھنا مقصود نہ ہو اگر ایک آدمی کی نیت بھی صحیح نہ ہو تو کسی کی بھی قربانی درست نہ ہوگی۔

۳۷۔ کسی نے قربانی کے لئے بڑا جانور خریدا اور خریدتے وقت یہ نیت تھی کہ دوسرے لوگوں کو بھی اس میں شریک کرلیں گے اور بعد میں اس میں دوسروں کا حصہ رکھ لیا تو یہ درست ہے۔

۳۸۔ اور اگر خریدتے وقت دوسرے لوگوں کو شریک کرنے کی نیت نہیں کی تھی بلکہ پورا بڑا جانور اپنی طرف سے قربان کرنے کی نیت کی تھی مگر اب دوسروں کو بھی شریک کرنا چاہتا ہے تو یہ دیکھیں گے کہ آیا اس شخص کے ذمہ قربانی واجب ہے یا نہیں اگر واجب ہے تو دوسروں کو بھی شریک کر تو سکتا ہے مگر بہتر نہیں۔ اور اگر اس کے ذمہ قربانی واجب نہیں تھی تو دوسروں کو شریک کرنا درست نہیں۔

۳۹۔ اگر قربانی کا جانور گم ہو گیا اور اس نے دوسرا خرید لیا پھر اتفاق سے پہلا بھی مل گیا تو اگر اس شخص کے ذمہ قربانی واجب تھی تب تو صرف ایک جانور کی قربانی اس کے ذمہ ہے اور اگر واجب نہیں تھی تو دونوں جانوروں کی قربانی لازم ہوگی۔

۴۰۔ بکرا، بکری اگر ایک سال سے کم عمر کی ہوں خواہ ایک دن کی کمی ہو تو اس کی قربانی کرنا درست نہیں پورے سال کی ہو تو درست ہے۔

۴۱۔ بھیڑ یا دنبہ اگر ۶ ر ماہ سے زائد کا ہو اور اتنا فربہ ہو کہ اگر پورے سال والے دنبہ اور بھیڑوں کے درمیان چھوڑا جائے تو فرق نہ ہو۔ تو اس کی قربانی کرنا درست ہے۔ اور اگر کچھ فرق معلوم ہوتا ہے۔ تو قربانی درست نہیں۔

۴۲۔ اگر گائے، بیل، بھینس، بھینسا پورے ۲ ر سال کے ہوں تو قربانی دورست ہوگی۔ اس سے کم عمر کے ہوں تو درست نہیں ہوگی۔

۴۳۔ اونٹ اور اونٹنی اگر پورے ۵ ر سال کے ہوں تو قربانی درست ہوگی ورنہ تو نہیں

۴۴۔ جو جانور اندھا یا کانا ہو یا اس کی ایک آنکھ کی تہائی روشنی یا اس سے زائد جاتی رہی ہو یا ایک کان تہائی یا تہائی سے زیادہ کٹ گیا ہو تو اس کی قربانی کرنا درست نہیں۔

۴۵۔ جو جانور اتنا لنگڑا ہو کہ جو صرف ۳ ر پاؤں سے چلتا ہو چوتھا پاؤں زمین پر رکھتا ہی نہیں یا رکھتا ہے مگر اس سے چل نہیں سکتا۔ تو اس کی قربانی درست نہیں،

۴۶۔ اور اگر چلنے میں چوتھے پاؤں کا سہارا تو لیتا ہے مگر لنگڑا کر چلتا ہے تو اس کی قربانی درست ہے۔

۴۷۔ اگر جانور اتنا دبلا ہو کی اس کی ہڈیوں میں گودا تک نہ رہا ہو تو اس کی قربانی درست نہیں۔ اور اگر ایسا دبلا نہ ہو تو قربانی درست ہے۔

۴۸۔ جس جانور کے دانت بالکل نہ ہو یا اکثر دانت جھڑ گئے ہوں تو اس کی قربانی درست نہیں۔

۴۹۔ جس جانور کے پیدائشی کان نہ ہو اس کی قربانی کرنا درست نہیں۔ اگر کان تو ہوں مگر چھوٹے ہوں تو اس کی قربانی درست ہے۔

۵۰۔ جس جانور کے پیدائشی طور پر سینگ نہ ہوں اس کی قربانی درست ہے۔ اور اگر سینگ تھے مگر ٹوٹ گئے۔ تو اگر صرف اوپر سے خول اترا ہے اندر کا گودا باقی ہے تو قربانی درست ہے۔ اور اگر جڑ سے ہی نکل گیا ہو تو اس کی قربانی کرنا درست نہیں۔

۵۱۔ جس جانور کے خارش ہو تو اگر خارش کا اثر صرف کھال تک محدود ہے تو اس کی قربانی کرنا درست ہے۔ اور اگر خارش کا اثر گوشت تک پہنچ گیا ہے۔ اور جانور اس کی وجہ سے لاغر اور دبلا ہو گیا ہے۔ تو اس کی قربانی درست نہیں۔

۵۲۔ اگر جانور خریدنے کے بعد اس میں کوئی عیب ایسا پیدا ہو گیا جس کی وجہ سے اس جانور کی قربانی درست نہیں تو اگر یہ شخص صاحب نصاب ہے اور اس پر قربانی واجب ہے تو اس جانور کی جگہ تندرست جانور خرید کر قربانی کرے اور اگر اس شخص کے ذمہ قربانی واجب نہیں تھی تو وہ اسی جانور کی قربانی کر دے۔

۵۳۔ جانور پہلے تو صحیح سالم تھا۔ مگر ذبح کرتے وقت جو اس کو لٹایا تو اس کی وجہ سے اس میں کچھ عیب پیدا ہو گیا تو اس میں کچھ حرج نہیں اس کی قربانی درست ہے۔

۵۴۔ خصی جانور کی قربانی نہ صرف جائز بلکہ افضل ہے۔

خصی جانور کی قربانی کی علمی بحث

عموماً خصی جانور کی قربانی پر عوام الناس کو یہ شک اور شبہ ہوتا ہے کہ جس جانور کو خصی کر دیا گیا ہو۔ اس میں عیب پیدا ہو گیا۔ اور کوئی عیب جانور میں اگر ایسا پیدا ہو جائے کہ جس کی بناء پر اس کا ایک پورا عضو بیکار ہو جائے تو اس کی قربانی کیسے جائز ہو سکتی ہے؟

تو اس بارے میں یاد رکھئے کہ بکرا، بھینسا یا بیل وغیرہ کو خصی بنانا اس کے حق میں

عیب نہیں ہے۔ کیونکہ زمانہ شاہد ہے کہ خصی جانور غیر خصی جانور کے مقابلہ میں پسندیدہ بھی ہوتا ہے اور اس کی قیمت بھی بازار میں زیادہ ہوتی ہے۔ اور اس کا گوشت لذیذ اور مرغوب ہوتا ہے۔ لہٰذا پتہ چلا کی یہ عیب نہیں ہے اگر عیب ہوتا تو اس کی قیمت کم ہوتی اور وہ ناپسندیدہ بھی ہوتا۔ نیز متعدد احادیث میں آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے خصی مینڈھوں کی قربانی کی ان احادیث کا حوالہ مندرجہ ذیل ہے:۔

۱۔ حدیث جابرؓ (ابوداؤد ص۔۳۰، ج۔۲)، مجمع الزوائد ص۔۲۲، ج۔۴)

۲۔ حدیث عائشہؓ (ابن ماجہ۔ ص۔۲۲۵)

۳۔ حدیث ابو ہریرہؓ (ابن ماجہ)

۴۔ حدیث ابی رافعؓ (مسند احمد ص ۸، ج۔۶) مجمع الزوائد ص۔۲۱، ج۔۴)

۵۔ حدیث ابی الدرداءؓ (مسند احمد ص ۱۹۶، ج۔۶)

اس لئے ان احادیث کی بناء پر تمام ائمہ اس پر متفق ہیں کہ جانور کی قربانی درست ہے حافظ موفق الدین ابن قدامہ المقدسی الحنبلی، المغنی میں لکھتے ہیں۔ ویجزی الخصی لان النبی ﷺ ضحی بکبشین موجوئین والاخصاء ذهاب عضوٍ غیر مستطاب یطیب اللحم بذهابه ویکثر ویسمن قال الشعبی ما زادفی لحمه وشحمه اکثرمما ذهب منه وبهذا قال الحسن وعطاء والشعبی والنخعی ومالک والشافعی وابو ثور و اصحاب الرای ولا نعلمُ فیه مخالفاً (المغنی مع الشرح الکبیر ص. ۱۰۲، ج. ۱۱)

ترجمہ: اور خصی جانور کی قربانی جائز ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے خصی مینڈھوں کی قربانی کی تھی اور جانور کے خصی ہونے سے ناپسندیدہ عضو جاتا رہتا ہے۔ جس کی وجہ سے گوشت عمدہ ہو جاتا ہے۔ اور جانور فربہ اور موٹا ہو جاتا ہے۔ امام شعبی

فرماتے ہیں خصی جانور کا جو عضو جاتا رہا اس سے زیادہ اس کے گوشت اور چربی میں اضافہ ہو گیا۔امام حسن بصری، عطاء، شعبی، نخعی، مالک، شافعی، ابو ثور اور اصحاب الرائے بھی اسی کے قائل ہیں اور اس مسئلہ پر ہمیں کسی مخالف کا علم نہیں۔ جب آنحضرت ﷺ سے خصی جانور کی قربانی ثابت ہے اور تمام ائمہ دین اس پر متفق ہیں تو اب اس بارے میں کسی کو شک وشبہ نہیں ہونا چاہئے۔

﴿حلال جانور کی ممنوع چیزیں﴾

۵۵۔حلال جانور کی ۷ چیزیں مکروہ تحریمی ہیں۔جن کا کھانا جائز نہیں ہے۔

۱۔بہتا ہوا خون۔

۲۔غدود

۳۔مثانہ

۴۔پتہ

۵۔نر کی پیشاب گاہ

۶۔مادہ کی پیشاب گاہ

۷۔کپورے

اوّل الذکر کا حرام ہونا تو قرآن سے ثابت ہے۔ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ . اور بقیہ چھ اشیاء طبعاً خبیث ہیں۔اس لئے۔ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ. کے عموم میں یہ بھی داخل ہیں۔نیز ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ ان ۷ چیزوں کو ناپسند فرماتے تھے۔

﴿قربانی کا گوشت﴾

۵۶۔قربانی کا گوشت اگر کئی آدمیوں کے درمیان مشترک ہو تو اس کو اندازے سے تقسیم کرنا جائز نہیں بلکہ خوب احتیاط سے تولکر برابر حصہ کرنا چاہئے۔

۵۷۔ اگر کسی کے حصہ میں سری پائے لگا دیئے جائیں تو اس کے حصہ میں کمی کی جا سکتی ہے۔

۵۸۔ قربانی کا گوشت خود کھائے، دوست احباب میں تقسیم کرے، غریب مسکینوں کو دے۔

۵۹۔ بہتر یہ ہے کہ اس کے تین حصہ کرے۔ ایک اپنے لئے اور دوسرا دوست احباب عزیز و اقارب کو ہدیہ دینے کے لئے اور تیسرا ضرورت مند ناداروں میں تقسیم کرنے کے لئے الغرض کم از کم تہائی حصہ خیرات کردے۔

۶۰۔ اگر کسی نے ضرورت کے تحت قربانی کا گوشت سب کا سب اپنے گھر میں ہی خرچ کرلیا تب بھی جائز ہے۔

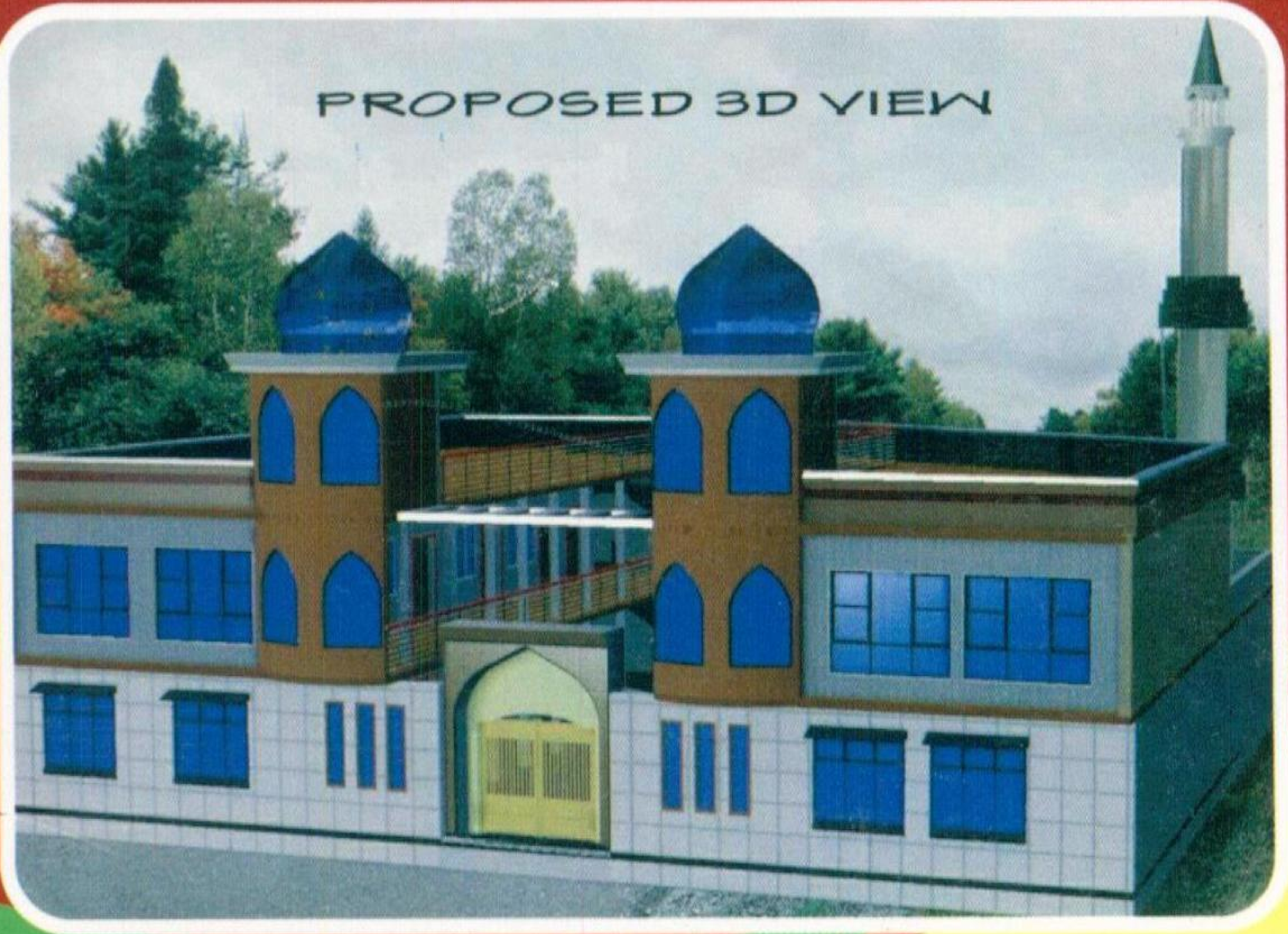
۶۱۔ قربانی کا گوشت غیر مسلم کو دینا بھی جائز ہے۔



مجوزہ نقشہ

المعہد الاسلامی مدینۃ العلوم الخیریہ

نجیب آباد، ضلع بجنور (یوپی) الہند



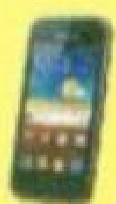
اپیل

۷۰۰ گز زمین مدرسہ کے لئے خرید لی گئی ہے۔

جس کی رقم کا ایک بڑا حصہ ادا کیا جا چکا ہے کچھ رقم ابھی مدرسہ کے ذمہ باقی ہے

اہل خیر حضرات سے گزارش ہے کہ صدقۂ جاریہ کے اس اہم موقع پر مدرسہ کی زمین کی خریداری میں

حصہ لیکر ثواب کے مستحق بنیں۔ تعاون کرنے کے لئے ان نمبرات پر رابطہ قائم کریں


9756840165, 9634171112

Ptd. by : GG GROUP, Super Market, Rly Road, Najibabad # 9027432343

Deoband Defender

Presentative By Tahaffuz-E-Sunnat
Moradabad

Shoaib Ikram Hayati Hanfi,Moradabadi